مولانا فیض الرحمٰن*

ایک باغ و بہار شخصیت

حضرت فانی صاحب رحمہ اللہ وہاں پہنچ گئے جہاں ایک نہ ایک دن ہر متنفس کو پہنچنا ہے۔انسان کا موت کے ساتھ دیرینہ رشتہ ہے اور انسان اگرچہ موت کو تسخیر نہیں کرسکا ہے لیکن موت بھی کبھی انسان کے ان کارناموں کو بے نور یا نابود نہیں کرسکی ہے جو موت سے زیادہ عظیم مانے گئے ہیں۔حضرت فانی صاحب رحمہ اللہ کا شمار بھی ان شخصیات میں ہوتا ہے جن کی خدمات تاحیات یاد رکھی جائیں گی۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو قابل رشک خوبیوں، بے پناہ صلاحیتوں اور لائق تقلید اوصاف حمیدہ سے نوازا تھا۔علمی پختگی و گہرائی ہو یا عملی استقامت، درس وتدریس ہو یا شعر وادب، وسعت مطالعہ ہو یا فن تحریر، ہر بحر کے وہ بہترین شناور تھے۔آپ ایک باغ و بہار شخصیت کے مالک اور اپنی ذات میں انجمن کی حیثیت رکھتے تھے۔یوں تو فانی صاحب کو تصنیف وتالیف اور شعر و ادب سے بھی شغف تھا اور ایک درجن سے زیادہ کتب ان کی قابل قدر یادگار ہیں مگر آپ کا اصل میدان تدریس ہی تھا جس کو آپ نے اپنی زندگی کے چھتیس سال دیے۔مادر علمی جامعہ حقانیہ کی آغوش شفقت سے آخر وقت تک چمٹے رہے،یہیں ان کا ستارہ چمکا اور یہیں اس آفتاب نے سفر آخرت اختیار کیا۔آپ کا انداز تدریس بہت دلنشین ہوتا جس میں کبھی کبھار طلبہ کے اصرار پر اپنی کوئی غزل سنا کر محفل کو شگفتہ بنا دیتے تھے۔مباحث میں تفصیل واختصار کے لحاظ سے آغاز سال اور اختتام سال میں کوئی امتیاز نہ تھا جس معیار پر شوال میں درس شروع فرماتے اس پر شعبان تک ثابت قدم رہتے اور کتابیں وقت پر ختم ہوجاتی تھیں۔حضرت فانی صاحب سے میرا تعلق تعلیم سے لیکر تدریس تک ایک طویل عرصے پر محیط ہے۔انکی شگفتہ مزاجی اور حاضر جوابی سے اساتذہ کی محفلیں باغ و بہار بنی رہتی۔درسگاہ جاتے ہوئے دن میں کئی بار ہمارا آمنا سامنا ہوتا تھا اور وہ اپنے روایتی انداز میں مجھے مخاطب کرکے ایک چٹکلہ سنادیتے۔ان کے ساتھ بیتے ہوئے لمحات مزاح و لطائف، سنجیدگی و وقار اور سکون واطمینان سے بھرے ہوئے ہیں۔چونکہ ہمارے درمیان بہت بے تکلفی تھی تو کبھی کبھار فانی صاحب مجھے راستے سے ہی آواز دے کر اپنے بیٹھک بلا لیتے تھے اور پھر وہاں ہمارے درمیان شعر و شاعری کی خوب مجلس جمتی۔ایک بار ہمارے مکانات کے سامنے کچھ لائن مین ایک درخت کی اونچی شاخ کاٹ رہے تھے جو اپنی اونچائی کی وجہ سے بجلی کے تاروں سے لگ رہی تھی۔اتفاقاً میں بھی وہاں کھڑا تھا فانی صاحب نے یہ منظر دیکھا تو مجھے آواز دیکر فرمایا کہ وہ رحمت اللہ دردؔ کا شعر یاد آرہا ہے جو تم اکثر سنایا کرتے تھے کہ

---

* مدرس جامعہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

؎ د ونے هغه شاخ ریبه شي چي په ټولو چګ وي حاسده ته به مي سه وجني خپل کمال مي وجني

فانی صاحب بلا کے حاضر جواب تھے ایک بار میں نے فانی صاحب سے مزاحاً عرض کیا کہ حضرت یہ بنگالیوں نے مچھلیوں کے خوب مزے لوٹے ہیں یہ لوگ سارا سال جی بھر کہ مچھلیاں کھاتے ہیں، فانی صاحب مسکرائے اور فرمایا کہ مچھلیوں نے بھی ان سے خوب مزے لیے ہیں سال میں درجنوں کشتیاں سمندر میں غرق ہوکر مچھلیوں کی خوراک بن جاتی ہیں۔اسی طرح ایک بار ایک دعوت میں ہم دونوں ساتھ بیٹھے تھے۔میں نے آم کھانے کے بعد شفتالو کھایا تو آم کی مٹھاس کے سامنے وہ کافی بدمزہ لگا۔فانی صاحب میرے چہرے کو دیکھ کر معاملہ بھانپ گئے اور فرمایا کہ ''په بادشاه خودے خاورے واړو لے''۔

ہے حسیں کتنا تصور ان حسیں لمحات کا وہ محبت خیز باتیں وہ کنار آب جو

فانی صاحب کو چونکہ تصنیف و تالیف سے بھی خصوصی شغف تھا تو میری ہر تصنیف پر بہت خوش ہوتے اور بطور خاص اپنی بیٹھک بلوا کر حوصلہ افزائی فرماتے اور تصنیف پر نظم بھی لکھ لیتے۔

اب کہاں وہ بزمہا و حلقہ ہائے علم وفن حسرتا! ایسی محافل سے ہوئے محروم ہم

بہرکیف تلك الايام نداولها بين الناس کے ارشاد ربانی میں کار جہاں کی بے ثباتی اور اسی حقیقت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے۔ یہاں سکھ ہے تو دکھ بھی ہے۔خوشی ہے تو غمی بھی ،اقبال ہے تو ادبار بھی اور عروج ہے تو زوال بھی ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک حال پر ہے تو وہ رب ذوالجلال ہے جو اس دنیا اور اگلی دنیا کا مالک ہے اور جسکی رحمت ہی کی بدولت اندھیرے اجالے بنتے ہیں، ظلمتیں نور کے لباس پہنتی ہیں، مشکلات کے عقدے کھلتے ہیں، پسماندے آگے بڑھتے ہیں اور درماندوں کو دستگیری کا سہارا ملتا ہے۔ جو فنا کر بقا دیتا ہے اور ہست کو نیست کر دیتا ہے۔اگر انسانوں کو ان کے امتیازی خصوصیات کی وجہ سے موت نہ آتی تو بے شمار انسان صبح قیامت تک زندہ رہتے لیکن زندگی کو دوام نہیں۔ ہر انسان موت کا مسافر اور اسکی منزل قبر ہے اور یہی قبر پستی سے ہستی کی طرف پہلا پڑاؤ ہے۔قبر کی گود میں کوئی حکمراں نہیں صرف اعمال ہی روحوں پر حکمرانی کرتے ہیں۔ہاں مگر بعض وجوداتنے بابرکت ہوتے ہیں کہ انکی زندگی گرد و پیش کیلئے رحمت و حیات کا سرچشمہ ہوتی ہے اور دل اسی وجود سے محبت و تعلق خاطر کی نسبت سے اسکی رحلت پر اتنا ہی نڈھال ہوتا ہے۔حضرت فانی صاحب کے قرب وصحبت میں بیتے ہوئے مہ وسال کے حسین لمحات دل میں آکر آج بھی آنسوؤں کے برسنے کا سامان کرتے ہیں۔حضرت فانی صاحب ہمارے محبوب تھے اور اب تو اس محبت میں اور بھی اضافہ ہوگیا ہے اور یہی محبت ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم انکے ایصال ثواب کیلئے دعائیں کررہے ہیں اور انکے مشن کو جاری رکھنے کا پختہ عزم کررہے ہیں۔

اللہ کریم سے دعا ہے کہ حضرت فانی صاحب کے فیوضات و برکات سے ہمیں مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اعزاء واقرباء، احباء وتلامذہ اور دیگر تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔